در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ یادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۳۵ — جلد نمبر ۱۳

یکم تا ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۹۸ء مطابق رجب سنہ ۱۴۱۹ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

عمامہ نمبر

مفتی خلیل الرحمان قادری

آہ! ظہور الحسن (سابق ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن پشاور)

مدیر اعلیٰ

وطنِ عزیز، تحریکِ پاکستان کے ایک بے لوث کارکن، مخلص، دیانتدار، محبِ وطن پاکستانی اور سچے و کھرے مسلمان سے محروم ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

وے صورتیں نہ جانے کس دیس بستیاں ہیں
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

جناب ظہور الحسن ولد نُور الٰہی خان سکنہ یکہ تُوت پشاور شہر کی بے پناہ خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آپ نے تحریک پاکستان میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پلیٹ فارم سے بھرپور حصہ لیا۔ مسلم لیگ کو پشاور کی ایک عوامی اور مقبول جماعت بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اپنی تمام صلاحیتیں استحکامِ پاکستان کے لئے وقف کر دیں اور تعمیرِ پاکستان کے پروگرام میں بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ لیکن پاکستان میں سیاستدانوں اور افسر شاہی کی بڑھتی ہوئی رشوت ستانی، اقربا پروری اور خود غرضی کو دیکھ کر سخت نالاں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ یحییٰ خان کے دور میں جب مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے پیپلز پارٹی قائم کی تو اس کے منشور سے ہم آہنگی کے باعث ظہور الحسن بھی اس میں شامل ہو گئے اور پشاور میں پیپلز پارٹی کے بانی اراکین میں آپ کا نام سرفہرست رہا اور پیپلز پارٹی پشاور شہر کے چئیرمین کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

بعد ازاں جب پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی اور بھٹو وزیر اعظم بنے تو بمعہ اپنے اہلِ خانہ کے آپ کی رہائش گاہ واقع یکہ تُوت تشریف لائے۔ اس دور میں آپ کو پشاور میونسپل کارپوریشن کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا۔ یہاں پر آپ کی شخصیت و کردار اور انتظامی صلاحیتیں کھل کر سامنے آئیں۔ آپ نے پشاور شہر کو صاف ستھرا رکھنے اور اس کے حُسن و رعنائی میں اضافہ

کرنے کے لئے انتھک جدوجہد کی۔ شہریوں کی سہولت اور فلاح و بہبود کے کئی پروگرام شروع کئے۔ رشوت اور کرپشن کو ختم کیا، اپنی خُداداد ذہانت اور دیانت داری سے مختصر سے عرصے میں میونسپل کارپوریشن پشاور کی آمدنی کو دوگنا کر دیا۔ نیز بلدیہ کی جائیداد پر سے ناجائز قبضے ختم کروائے اور بلدیہ کی آمدنی میں مستقل اضافے کے لئے جگہ جگہ مارکیٹیں اور پلازے تعمیر کرنے کے بہترین منصوبے بنائے جن سے آج بھی کارپوریشن کو خطیر رقم بطور کرایہ حاصل ہو رہی ہے۔

مرحوم کو دینِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام آقائے نامدار، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، عالمِ عُلومِ اوّلین و آخرین، سرورِ عالم و عالمیان احمدِ مجتبیٰ حضرت مُحمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ بھی گہرا لگاؤ تھا۔ انہوں نے اس فقیر سے قرآن مجید فرقان حمید پڑھا اور عرصہ تک آستانۂ عالیہ قادریہ آقا پیر جان یکہ توت پشاور میں اس فقیر کے ہاں درسِ قرآن میں شامل ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں جب اس فقیر نے پشاور میں جشنِ عید میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آغاز کے لئے "مجلس میلادالنبی" تشکیل کی تو اس موقع پر بھی ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا۔ پھر اس تنظیم کے نائب صدر کی حیثیت سے آخر دم تک کام کرتے رہے اور اہالیانِ پشاور کے قلوب کو الفتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مُزین و آراستہ کرنے کے لئے ہمہ تن مشغول رہے۔

آخری عمر میں آپ کو عارضۂ قلب لاحق ہو گیا تھا۔ علاج کے لئے امریکہ منتقل ہو گئے جہاں آپ کے بڑے صاحبزادے اقبال سکندر پہلے ہی سے رہائش پذیر تھے۔ وہاں آپ علاج مُعالجہ کے ساتھ ساتھ اسلام کی تبلیغ میں بھی مصروف رہے اور آخر کار ۲ نومبر ۱۹۹۸ء کو اس دنیا فانی سے دارالبقاء کی طرف انتقال فرمایا

خُدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مرحوم کی مغفرت فرمائے، انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے--- ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

تعارف

محمدِ عربی کہ آبروئے ہر دو سرا ست
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او

برادرانِ اسلام کو معلوم ہونا چاہئیے کہ چند مسلمان بھائیوں نے عمامہ (پگڑی) کے متعلق کئی بار مسئلہ دریافت کیا۔ وقتی طور پر تو ان کو جواب دے دیا کرتا لیکن اپنے اسلامی معاشرہ میں جب مسلمان کی حالت پر نظر ڈالتا تو سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہ ہوتا اس لئے کہ عمامہ کو میرے خیال میں ننانوے فیصد مسلمانوں نے بالکل ترک کر دیا ہے اور آج کل کے مسلمانوں نے بالکل ترک کر دیا ہے اور آج کل کے مسلمانوں کی نظر میں شرعی لحاظ سے پگڑی کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ عوام الناس کو تو چھوڑیئے خواص حضرات اور بالخصوص ائمہ مساجد حضرات بھی اس بارے میں عام مسلمانوں سے دو قدم آگے ہیں جبکہ ائمہ مساجد دین سے واقف پیشوایانِ اسلام کی یہ حالت ہے تو عوام سے شکایت کیسی اور مشہور بھی یوں ہیں ہے کہ (الناس علي دين ملوكهم) یعنی اکثر علماء حضرات و ائمۂ مساجد اور خواص مسلمانوں نے پگڑی کے استعمال سے اس طرح کنارہ کشی اختیار کر لی گویا کہ پگڑی کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں اور نہ اسلامی معاشرہ میں اس کا کوئی مقام ہے بلکہ بعض علماء اور امامانِ مساجد میں استعمال عمامہ بالکل ایک غیر ضروری فعل ہے فیا اسفا۔ پھر یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوتا ہے کہ اکثر مساجد میں امام صاحبان امامت کرتے وقت دو تین بالشت رومال سر سے لپیٹ کر نماز پڑھاتے ہیں پتہ نہیں کہ اس کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ آیا یہ رومال پگڑی کا قائم مقام ہے یا کہ بذاتِ خود فعل مسنون ہے یا کہ عام رواج کے تحت ایسا کیا جاتا ہے، یا کہ اور کوئی خاص وجہ ہے اور اکثر تو اس رومال کو سر سے لپیٹنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتے جس سے ہر مسلمان واقف ہے۔ اس کے علاوہ بہت مقامات پر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ آپس میں پگڑی کے استعمال پر جھگڑتے ہیں اور نوبت تلخ کلامی اور فساد برپا ہونے تک پہنچ جاتی ہے۔ ان وجوہات کے علاوہ حال ہی میں ایک استفتاء بھی ملا جو کہ عمامہ کے متعلق تھا (یہ استفتاء آگے درج کیا گیا ہے) بعض علماء و احباب حضرات نے مشورہ دیا کہ اس استفتاء کا جواب ایک مختصر رسالہ کی شکل میں دینا بہتر ہو گا تاکہ زیادہ لوگ استعمالِ عمامہ کی شرعی حیثیت سے واقف ہو جائیں۔

میں نے ان حضرات کے مشورہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس طرح اگر فخرِ کونین سیدّالانبیاء تاجدارِ مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت زندہ ہو جائے تو میرے لئے اور اس پر عمل کرنے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ پھر اس اُمید پر بھی میں نے یہ کام انجام تک پہنچانے کا مصمم ارادہ اس لئے کیا کہ عین ممکن ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میری اس حقیر سی محنت کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر میری نجاتِ اُخروی کے لئے وسیلہ بنا دے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ربّ العزت مجھے اس مسئلہ کو صحیح حق اور مطابق حکمِ شرعی بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ نیز جملہ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے وھو المقصود۔

مُفتی خلیل الرحمان قادری نقشبندی

استفتاء

مفتی خلیل الرحمان قادری نقشبندی

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین حضرات مندرجہ ذیل مسئلہ میں:
(ا) عمامہ (پگڑی) کی شریعتِ اسلامی میں کیا حیثیت ہے؟
(ب) نماز میں عمامہ باندھنے یا نہ باندھنے سے کیا نماز میں کوئی فرق پڑتا ہے یا نہیں اور ثواب میں کوئی کمی زیادتی ہوتی ہے کہ نہیں؟
(ج) آج کل بہت لوگ عمامہ کی مخالفت کرتے ہیں اور قصداً عمداً عمامہ استعمال نہیں کرتے اور نماز صرف ٹوپی کے ساتھ پڑھتے ہیں، بہت لوگ ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو بالکل برہنہ سر نماز ادا کرتے ہیں، علاوہ ازیں یہ کہ اکثر ائمہ مساجد بغیر پگڑی امامت کرتے ہیں اور بعض ائمہ حضرات پگڑی کی سختی سے پابندی کرتے ہیں، ان وجوہات کی بناء پر عوام سخت پریشان ہیں۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کی صحیح وضاحت فرما کر مطمئن فرمائیں ---بینوا توجروا۔

المستفتی: مولوی سیّد فیاض علی شاہ سکنہ محمد زئی دلہ زاک روڈ پشاور /
مولوی فضل الرحمان خطیب جامع مسجد بیلہ پایان دلہ زاک روڈ پشاور

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رافع اعلام الشریعۃ الغراء - جاعھلا شجرۃ اصلھا ثابت و فرعھا في السماء - والصلوۃ والسلام علي رسولہ و حبیبہ محمد (صلي اللہ تعالي علیہ وآلہ وسلم) افضل الرسل والانبیاء وعلي آلہ واصحابہ نجوم الاقتداء والاھتداء

امابعد

تمہید: پہلے میں قرآن کریم اور تفاسیر کی عبارات سے عمامہ کے متعلق کچھ وضاحت

کرنا چاہتا ہوں تاکہ عمامہ کی بنیادی حیثیت معلوم ہو۔ قرآنِ کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولقد نصر کم اللہ ببدر و انتم اذلۃ (پارہ ۴ سورہ آل عمران)

ترجمہ: اور تحقیق مدد دی تم کو اللہ تعالیٰ نے بیچ بدر کے اور تم تھے ذلیل۔

اس آیت مبارک کی تفسیر میں صاحب "روح البیان" رقمطراز ہیں

و بدر بئر ماء بین مکۃ والمدینۃ حافرھا رجل اسمہ بدر فسمی بہ و کانت وقعۃ بدر فی السابع عشر من شھر رمضان سنۃ اثنتین من الھجرۃ --- و ذلتھم ما کان بھم من ضعف الحال و قلۃ السلاح والمال المرکوب اے ما کان معھم الافرس واحد للمقداد بن الاسود و ھو اول من قاتل علی فرس فی سبیل اللہ و تسعون بعیراً و ست ادرع و ثمانیۃ سیوف و قلتھم انھم کانوا ثلاث مائۃ و ثلاثۃ عشر رجلاً ستۃ و سبعون من المھاجرین و بقیتھم من الانصار ---

انتھی (تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۹۰)

ترجمہ: اور بدر پانی کا ایک کنواں تھا درمیان مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے، کھودا تھا یہ کنواں ایک شخص نے جس کا نام بدر بن کلدہ تھا اور اُسی کے نام سے مشہور ہوا اور غزوۂ بدر اسی جگہ واقع ہوا تھا۔ رمضان شریف کی سترہ تاریخ کو ہجرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرے سال میں اور مسلمانوں کی ذِلت کا معنی یہ ہے کہ ان کی حالت نہایت کمزور اور ضعیف تھی ازروئے سلاح (ہتھیار) اور مال اور مرکب کے یعنی مسلمانوں میں صرف ایک گھوڑا مقداد بن اسود کے پاس تھا اور بس اور یہ پہلا صحابی تھا جس نے گھوڑے پر سوار ہو کر کافروں کے ساتھ جہاد کیا تھا۔ ان کے علاوہ مسلمانوں کے پاس نوے اونٹ تھے اور کل چھ زرہ تھیں اور آٹھ تلواریں اور مسلمانوں کی قلت کا یہ حال تھا کہ ان کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی جن میں چھہتر (۷۶) مہاجرین حضرات تھے اور باقی سب انصار حضرات تھے۔ ادھر لشکرِ کفار ہزار کی تعداد سے بھی زیادہ تھا۔ قریب ایک سو گھوڑوں چھ سات سو اونٹوں، تلواروں اور دیگر آلات حرب سے مسلح تھا--- معرکۂ بدر تاریخ اسلام میں ایک یادگار معرکہ ہے جس میں مذکورہ حالات کے باوجود کفار مغلوب ہوئے اور ستر کافر بمعہ روساء قریش قتل ہوئے اور اسی طرح ستر کفار قیدی بنے یہ تھی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امداد کہ مسلمان غالب ہوئے اور مال غنیمت بھی بہت زیادہ

ہاتھ آیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے نازل فرمائے
پھر ان کی تعداد تین ہزار ہوئی اور پھر پانچ ہزار ہوئی۔
اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

یمدد کم ربکم بخمسة آلاف من الملائکة مسومین (سورہ ال عمران)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا ساتھ پانچ ہزار فرشتوں کے جو نشانی کرنے والے ہوں گے۔

اس کی تفسیر "روح البیان" میں یوں درج ہے

روي ان الملائکة کانوا بعمائم بیض الا جبرئیل علیه السلام فانه کان بعمامة صفراء علي مثال زبیر ابن العوام رضي الله عنه و نزلوا علي الخیل البلق موافقة لفرس المقداد رضي الله عنه و اکرامالہ (تفسیر روح البیان ج ۲، ص ۹۰)

ترجمہ: مسومین کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کے اظہار کی علامت یعنی فرشتوں کی آمد کی یہ نشانی تھی کہ ان کے سروں پر سفید رنگ کے عمامے تھے صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سر مبارک پر زردی مائل عمامہ تھا وہ بھی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موافقت کے لئے۔

فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کی ہر ادا اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت زبیر بن العوام کے ساتھ موافقت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زرد عمامے کو زینت سر بنایا اور باقی فرشتے سفید عماموں سے مُزیّن تھے اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا جب سفید نشان والا تھا تو تمام فرشتے ان کے ساتھ موافقت کے لئے بلقی یعنی سفید نشانوں والے گھوڑوں پر سوار تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لڑنے والے مجاہدین کی۔
تفسیر "ابو السعود" میں ہے

قوله تعالي یمدد کم ربکم بخمسة آلاف الاٰیه

تفسیر: من التسویم الذي هو اظهار سیما الشي ای معلمین انسهم او خیلهم و قد روي انهم کانوا بعمائم بیض الا جبرئیل علیه السلام فانه کان بعمامة

صفرا، علی مثال زبیر بن العوام (تفسیر ابو السعود جلد ۲ ص ۸۰)

ترجمہ: مسومین --- مطلب یہ کہ کسی چیز کی نشانی ظاہر کرنا یعنی فرشتے ظاہر کرنے والے تھے اپنے آپ کو سفید رنگ کے عماموں کے ساتھ۔ لہذا تمام فرشتوں کے سروں پر سفید عمامے تھے جن کے شملے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے صرف جبرئیل علیہ السلام کے سر مبارک پر زرد عمامہ تھا حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ موافقت کے لئے۔

تفسیر "خازن" میں ہے

"قولہ تعالی بلی ان تصبروا و تتقوا الی مسومین الخ (الایہ سورہ آل عمران)

تفسیر: وقال علی رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما کان علیہم ای علی راس الملائکۃ عمائم بیض قد ارسلوھا بین اکتافھم

(تفسیر خازن جلد ۱ ص ۲۷۳)

ترجمہ: مسومین کا ترجمہ مذکور ہوا اور اس کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے جو پانچ ہزار فرشتے بھیجے تھے ان کے سروں پر سفید پگڑیاں تھیں اور ان کے اطراف کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ بعض روایات میں زرد پگڑیاں بھی مذکور ہیں لیکن جمہور علماء کا اتفاق اسی پر ہے کہ صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سر پر زرد پگڑی تھی برائے موافقت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور علاوہ ان کے تمام فرشتوں کے سروں پر سفید پگڑیاں تھیں۔ (تفسیر خازن جلد ۲ ص ۲۷۳)

تفسیر "بیان القرآن" میں ہے

تحت آیت یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین (آل عمران)

تفسیر "روح المعانی" میں ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ابن اسحاق اور طبرانی سے منقول ہے کہ ملائکہ کی وضع یومِ بدر میں سفید عمامے تھے جن کا شملہ کمر پر پڑا تھا۔ (تفسیر بیان القرآن لمولانا اشرف علی تھانوی)

اسی طرح تفسیرِ جلالین بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہے۔

قولہ تعالی یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف (الایہ سورہ آل عمران)

تفسیر: اے معلمین و قد صبروا و انجز اللہ و عدھم بان قاتلت معھم الملائکة علی خیل بلق علیھم عمائم صفراء و بیض ارسلوھا بین اکتافھم

(تفسیر جلالین ص ۴۰)

ترجمہ: تفسیر جلالین نے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ تھے فرشتے اپنے آپ کو ظاہر کرنے والے--- یعنی سفید عماموں سے اور چونکہ مسلمانوں نے مصیبت جنگ پر صبر سے کام لیا تو اللہ ربّ العزت نے بھی اپنا وعدہ پورا کر دیا اور وہ یہ کہ فرشتے مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑتے تھے اور سفید نشان والے گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے سروں پر سفید اور زرد عمامے تھے جن کے اطراف کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا تھا۔

تفسیر جلالین میں (عمائم صفر) پر حاشیہ نمبر۶ میں ہے

روي عن عروة بن الزبير كانت عمامة الزبير يوم بدر صفرء فنزلت الملائكة كذلك الخ--- خطيب ، قوله او بيض ـ هذا ماروٰه ابن اسحاق والطبراني عن ابن عباس رضي الله عنهما قال كانت سيما الملائكة يوم بدر عمائم بيضا --- والتطبيق بين الروايتين بان لجبرئيل عليه السلام كانت عمامة صفراء وغيره كانت عمامة بيضاء

ترجمہ: روایت ہے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمامہ جنگ بدر میں زرد تھا اسی لئے فرشتے بھی زرد عماموں میں نازل ہوئے اور یہ قول خطیب کا ہے اور تفسیر میں یہ قول (او بیض) اس کو روایت کیا ہے ابن اسحاق اور طبرانی نے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جنگ بدر میں فرشتوں کے عمامے سفید تھے ۔ ان دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا عمامہ زرد تھا اور باقی فرشتوں کے عمامے سفید تھے ۔

وضاحت: مندرجہ بالا تفاسیر کے حوالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہو چکی ہے کہ پگڑی کا استعمال بلا ریب سُنّتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے اس لئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہرگز ہرگز وہ کام نہ کرتے تھے جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ کئے ہوتے یا جس کے کرنے کا حکم نہ فرمایا ہوتا ۔ اس لحاظ سے پگڑی استعمال کرنا سُنّتِ صحابہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی ٹھہرا جو آج تک متدین مسلمانوں میں متوارث ہے ۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا عمامہ استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے یہاں تک کہ ربِ لایزال نے جنگِ بدر میں امدادی فرشتوں کو بھی عمامہ باندھنے کا حکم فرمایا اور مومنین کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے سب فرشتے سروں پر عمامہ باندھ کر آئے ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا یہ فعل پسند نہ ہوتا تو فرشتوں کو ہرگز اللہ تعالیٰ یہ حکم نہ فرماتا تاکہ وہ عمامہ باندھ کر آتے ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ عمامہ باندھنا غیر ضروری یا مہمل فعل نہیں بلکہ باعثِ حصولِ رضائے الٰہی ہے اور احسن فعل ہے ۔ لہٰذا عمامے کو یکسر ترک کر دینا اور اس کی فضیلت سے انکار کرنا کسی صورت میں مسلمان کے شایان شان نہیں ۔ کجا یہ کہ عمامہ کی توہین کی جائے یا عمامہ استعمال کرنے والوں کا مذاق اڑایا جائے ۔ بخوفِ طوالت مزید تفاسیر کے حوالے اور عبارات کو ترک کر دیا گیا اور اس لئے بھی کہ قارئین حضرات اکتاہٹ محسوس نہ فرمائیں ۔ اب ہم کُتبِ احادیث سے عمامہ کے بارے میں چند احادیث پیش کرتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱ : وعن ابن عمر رضي الله عنهُ قال كان رسول الله صلي الله عليه وسلم اذا اعتم سدل عمامة بين كتفيه (رواه الترمذي --- مشكوٰة شريف كتاب اللباس ص ۳۷۴)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمامہ شریف باندھتے تھے تو شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے ۔

وضاحت : اس حدیث شریف کی شرح میں "مرآۃ المناجیح" نے بحوالہ "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" اور بحوالہ "لمعات" تحریر کیا ہے کہ عمامہ شریف کا طرف جسے فارسی میں شملہ کہتے ہیں اور عربی میں عذبہ، نصف کمر تک ہوتا تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رہتا تھا ۔ (مرآۃ المناجیح جلد ۶ ص ۱۰۵) اسی جگہ آگے فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بغیر شملہ عمامہ باندھنا ممنوع ہے ۔ مسلمانوں کا عمامہ ٹوپی پر اور شملہ کے ساتھ ہوتا ہے اور کُفار کی پگڑیاں بغیر ٹوپی اور شملہ کے ہوتی ہیں (مرآۃ المناجیح جلد ۶ ص ۱۰۵)

حدیث نمبر ۲ : و عن عبدالرحمٰن بن عوف رضي الله عنهُ قال عممني رسول الله صلي الله عليه وسلم فسدلها بين يدي و من خلقي (اى طرفا بين

يدي وطرفا خلقي) رواه ابو داؤد مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۴

ترجمہ: حضرت عبد الرحمان ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے میرے سر پر عمامہ باندھا تو اطراف عمامہ کو آگے پیچھے لٹکا دیا۔

وضاحت: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے میرے سر پر عمامہ باندھا کہ پہلے والے شملہ کو میرے سینہ پر لٹکا دیا اور دوسرے شملے کو میری پیٹھ پر لٹکا گیا اور یہی سُنّت ہے۔ بعض لوگ آخری شملہ اونچا رکھتے ہیں. جسے طُرّہ کہتے ہیں۔ یہ خلاف سُنّت ہے۔

نوٹ: اس مقام پر "مرقاۃ" میں ہے کہ یہ دوسرا شملہ کبھی رکھا گیا ہے اور کبھی نہیں اور یہ خیال رہے کہ نماز پنجگانہ کے لئے سات ہاتھ اور نماز جمعہ کے لئے بارہ ہاتھ کا عمامہ بہتر ہے اور پیچھے شملہ کم از کم چار انگشت ہو اور زیادہ سے زیادہ آدھی پیٹھ تک اسے زیادہ ممنوع ہے۔ شملہ پشت پر رہے یا داہنے طرف سینے پر۔ بائیں طرف سُنّت کے خلاف ہے، عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سُنّت ہے۔ مسجد میں باندھے یا کہیں اور، یہ بھی سُنّت ہے کہ عمامہ باندھ کر آئینہ میں دیکھ کر عمامہ کو درست کرلے۔ (مرآۃ جلد ۶ ص ۱۰۴)

حدیث نمبر ۳: وعن ركانة عن النبي صلي الله عليه وسلم قال فرق مابيننا وبين المشركين العمائم علي القلانس (كتاب اللباس ترمذي شريف)

ترجمہ: حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہمارے اور مُشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

وضاحت: حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بڑے مُحدث بڑے شجاع صحابی ہیں۔ خلافتِ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں وفات پائی۔

تشریح: یعنی بغیر ٹوپی عمامہ باندھنا طریقہ مشرکین ہے اور ٹوپی پر عمامہ باندھنا طریق مومنین۔ مرقاۃ میں ہے کہ عمامہ بہت افضل ہے بغیر عمامہ ستر نمازیں اور عمامہ کے ساتھ ایک نماز برابر ہے۔ (مرآۃ المناجیح جلد ۶ ص ۱۰۶) مذکورہ حدیث شریف میں علي القلانس پر حاشیہ ۱۲ مشکوٰۃ شریف میں ہے جو منقول ہے "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف" سے

كان لرسول الله صلي الله عليه وسلم عمامة قصيرة هي سبعة اذرع وعمامة

طویلة مقدارہ اثنا عشر ذراعا --- ملخصاً عن المرقاۃ

ترجمہ: مرقاۃ میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک چھوٹی پگڑی تھی جو سات ہاتھ لمبی تھا اور ایک پگڑی شریف لمبی تھی جس کی مقدار بارہ ہاتھ تھی جو مروجہ چھ گز بنتی ہے۔

حدیث نمبر ۴: وعن عبادة رضي الله عنهُ قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم عليكم بالعمائم فانها سيماء الملائكة و ارخوها خلف ظهوركم (رواه البيهقي في شعب الايمان مشكوٰة شريف ص ۳۷۶)

ترجمہ: روایت ہے حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے کہ فرمایا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لازم پکڑو تم عمامہ اس لئے کہ یہ فرشتوں کی علامت ہے اور اطراف عمامہ کو اپنی پشت پر لٹکاؤ۔ (بیہقی شریف)

"مرآۃ المناجیح" نے اس حدیث شریف کی تشریح میں لکھا ہے کہ ہمیشہ یا نماز کے وقت عمامہ باندھا کرو۔ عمامہ کے ساتھ ایک نماز بغیر عمامہ کی ستر نمازوں سے بہتر ہے مگر عمامہ کا سُنت کے مطابق ہونا چاہیئے یعنی ٹوپی پر باندھا جائے مع شملہ کے ہو۔ عام دنوں میں سات ہاتھ ہو اور جمعہ شریف کی نماز کے لئے بارہ ہاتھ ہونا چاہیئے اور شملہ آدھی پیٹھ تک ہو، عمامہ سفید ہو یا سیاہ مگر سُرخ نہ ہو۔

نوٹ: یہ چار احادیث مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں۔ عمامہ کی تفصیلی مسائل کے لئے فتاویٰ عالمگیری ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۵: عن جابر رضي الله عنهُ قال دخل رسول الله صلي الله عليه وسلم مكة يوم الفتح وعليه عمامة سوداء (ترمذي جلد ۱ ص ۳۰۴)

ترجمہ: روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس پر سیاہ پگڑی تھی۔

ترمذی شریف میں (عمامة سوداء) پر حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

بدانکہ پوشیدن عمامہ سُنت است و احادیث بسیار در فعل آں وارد شدہ و آمدہ است کہ دو رکعت بعمامہ بہتر است از ہفتاد رکعت بے عمامہ الی آخرہ (ترمذی شریف جلد ۱ ص ۳۰۴)

ترجمہ: جان لو کہ پگڑی باندھنا سنت ہے اور بہت زیادہ احادیث شریف فضیلت پگڑی میں وارد ہیں اور فضیلت پگڑی میں یہ بھی وارد ہے کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر عمامہ کے ستر نمازوں سے بہتر ہے اور یہ بھی جان لو کہ عمامہ کے دونوں اطراف کو لٹکانا افضل ہے مگر ہمیشہ ایک ہی طریقہ پر نہیں باندھنا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی دونوں اطراف عمامہ کے لٹکا دیتے تھے اور کبھی ایک طرف عمامہ کا عمامہ کے اندر ہی داخل فرما دیتے اور دوسرے طرف کو لٹکا دیتے اور اکثر اوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ مبارک کے دونوں اطراف پشت مبارک کی طرف ہوا کرتے اور کبھی ایک طرف عمامہ کا داہنے جانب کی طرف ہوتا اور کبھی دو شملے ہوتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان اور شملہ بائیں جانب لٹکانا بدعت ہے اور شملہ کی لمبائی کی مقدار چار انگلی ہے اور زیادہ لمبائی کی مقدار ایک ہاتھ ہے اور شملہ کی لمبائی اگر نصف پیٹھ سے تجاوز کرے گی تو یہ بھی بدعت ہے اور اسبال میں داخل ہے یعنی کپڑے کا حد سے زیادہ لٹکانا اسراف میں داخل ہے اور ممنوع ہے اور اگر تکبر اور غرور کے خیال سے لٹکائے گا تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور خلافِ سُنت۔

انتباہ: اس حدیث شریف میں تشریح اور بالخصوص حضرت شیخ عبدالحق مُحدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت عمامہ کے متعلق بہت سی باتوں کی وضاحت ہو گئی اور کسی قسم کے شکوک و شبہات کی گنجائش باقی نہ رہی۔ کیونکہ عمامہ کے متعلق ہر پہلو پر حضرت موصوف نے وضاحت فرما دی۔ میرا یقین ہے کہ مُدعیٔ اسلام اور عامل بالسنۃ کوئی بھی شخص اسے مُنہ پھیرے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سُنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے --- آمین --- (مؤلف)

حدیث نمبر ۶: واخرج الدیلمی مرفوعا انہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

العمائم تیجان العرب فاذا وضعوھا وضع اللہ عزھم (ھدایۃ الابرار ص ۳۴)

ترجمہ: یہ حدیث شریف دیلمی نے مرفوعاً نقل کی ہے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ عمامے اہل عرب کے تاج ہیں جب عرب کے لوگ عمامے استعمال کرنا چھوڑ دیں اور عماموں کو سروں سے اٹھا کر رکھ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی عزت اٹھا لے گا۔

انتباہ: بعینہ یہی صورت حال فی زمانہ درپیش ہے عربوں نے اور ممالک عجم میں بھی ان کے پیروکاروں نے عمامے کا استعمال بالکل ترک کر دیا۔ عربوں نے جب سُنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کو ترک کر دیا تو حضور پُر نُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی بھی سچ ثابت ہو گئی اور آج کمزور عقل والا انسان بھی اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ عربوں کی ہیبت کافروں کے دلوں سے نکل گئی ہے اور اکثر ممالکِ عربیہ کافروں کے دست نگر ہیں اور عربوں کی شجاعت بہادری اور ایمانی جذبات کے ماتحت جو جو کارنامے اوراقِ تواریخ پر ثبت ہیں وہ ویسے کے ہو کر رہ گئے۔

میں نے ایک حاجی صاحب سے سُنا وہ کہہ رہے تھے کہ "میں نے ایک عربی صاحب سے پوچھا کہ آپ لوگ عمامہ کیوں استعمال نہیں کرتے تو عربی صاحب نے فرمایا کہ عمامہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استعمال نہیں فرمایا" --- العیاذ باللہ ---

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

سوچنے کی بات ہے کہ عمامہ اگر سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں تو کیا یہ کالا سانپ جو عرب والے سروں سے لپیٹتے ہیں یہ سُنت ہے --- ببین تفاوت الخ

حدیث نمبر ۷: وعن حریث عن ابیہ قال رایت النبي صلي اللہ علیہ وسلم علي المنبر و علیہ عمامۃ سوداء قد ار خاطر فھا بین کتفیہ ---

(ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۰۹)

ترجمہ: حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہا انہوں نے کہ میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو منبر پر دیکھا اور ان کے سرِ اقدس پر سیاہ عمامہ تھا اور عمامہ کے ایک طرف کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ رکھا تھا۔

حدیث نمبر ۸: عن عبداللہ بن یسیر رضي اللہ عنہ قال بعث رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم علي بن ابي طالب الي خیبر فعممہ بعمامۃ سوداء ثم ارسلھا من ورائہ (رسالہ للجلال الدین سیوطي رحمۃ اللہ تعالي علیہ ص ۳۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن یسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خیبر بھیج رہے تھے تو ان کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا اور عمامہ کا شملہ ان کی پیٹھ کی طرف لٹکا دیا۔

وضاحت: ان مندرجہ بالا دونوں فعلی احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ عمامہ نماز کے علاوہ بھی

استعمال کرنا سنت ہے اور وقار مومنین اور باعث اجر و ثواب ہے اور دلائل سے ثابت ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز کا ثواب بغیر عمامہ کی نماز سے کئی چند زیادہ ہے۔ لہذا ہر مومن کو چاہیئے کہ استعمال عمامہ نماز میں بھی اور بغیر نماز بھی بہ نیت عمل بالسنۃ کے کرے (مولف)

انتباہ: واضح ہو کہ عمامہ کے متعلق چند احادیث قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کر دی گئیں بطور مشت از خروارے۔ بوجہ خوف طوالت باقی احادیث کو تحریر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ عمامہ کے بارے میں احادیث کو تحریر نہیں کیا گیا اگرچہ عمامہ کے بارے میں چالیس سے زیادہ احادیث وارد ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمان کے لئے عمامہ باندھنے کے متعلق تو ایک بھی حدیث شریف کافی ہے لیکن میں نے چند احادیث اس لئے پیش کی ہیں کہ سادہ لوح اور بے علم مسلمان بھائی بھی پگڑی کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھیں کہ واقعی پگڑی کا استعمال بہت ضروری اور باعث فضیلت ہے۔

اب میں مذہب کی چند مستند کتابوں سے کچھ حوالے اور ائمہ دین کے اقوال پیش کرتا ہوں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ہمارے اسلاف علماء دین اور مشائخ متقدمین کا عمامہ سے متعلق کیا مسلک ہے۔

في خلاصة الفتاوي --- و من اراد ان يجدد لف العمامة ينبغي ان ينقضها كورا كورا و هو احسن من القائها علي الارض و يستحب ارسال الذنب بين كتفيه الي وسط الظهر (باب الكراهت ص ۵۰۵)

ترجمہ: خلاصۃ الفتاوی میں ہے کہ جو شخص پگڑی باندھنے کا از سر نو ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ پگڑی کا کور ایک ایک کر کے کھولے اور پھر باندھے پگڑی کو یکبارگی زمین پر نہ پھینکے اور مستحب یہ ہے کہ طرف پگڑی کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے کمر کے نصف تک۔

في فتاوي البرهنة --- دستار نشستہ و سراویل ایستادہ نباید پوشید -- في الحديث من تسرول قائما او تعمهم جالسا ابتلاه الله تعالي ببلاء لا دواء له (فتاوي برهنه ص ۴۱)

ترجمہ: فتاوی برہنہ میں ہے کہ پگڑی بیٹھ کر اور شلوار کھڑے ہو کر نہ پہنے اور جو شخص پگڑی بیٹھ کر اور شلوار کھڑے ہو کر پہنے گا اللہ تعالی اس کو ایسی بیماری میں مبتلا کر دے گا جس کی کوئی دوا نہیں (فتاوی برہنہ ص ۴۱ ص ھدایۃ الابرار ص ۳۵)

و في تحفة الصلحاء في بحث اللباس --- و رسول الله صلی الله علیہ وسلم اکثر عمامہ بر طاقیہ بپیچیدے وگاہ بے طاقیہ بستے وگاہ بہ طاقیہ بے دستار اکتفا فرمودے (ھدایۃ الابرار ص ۳۵)

ترجمہ: "تحفۃ الصلحاء" بحث لباس میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات عمامہ مُبارکہ ٹوپی مُبارکہ پر باندھتے تھے اور کبھی پگڑی بغیر ٹوپی استعمال فرماتے اور کبھی صرف ٹوپی پر اکتفا فرماتے۔

وضاحت: مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر عمامہ شریف زیبِ سر فرمایا کرتے۔ بیانِ جواز کے لئے ٹوپی شریف گاہے گاہے استعمال فرماتے تاکہ اگر عمامہ کسی کو میسّر نہ ہو تو وہ صرف ٹوپی پر نماز ادا کر سکتا ہے اور نماز تو ایسی عبادت ہے کہ اگر ٹوپی بھی دستیاب نہ ہو تو نماز کو ترک کرنا جائز نہیں بلکہ بحالتِ مجبوری برہنہ سر ہی پڑھ لے۔

و في رسالة آداب سيد البشر: پس در بستن دستار سُنّت آنست کہ سفید باشد بے آمیزش رنگ دیگر و دستار مبارک رسول علیہ السلام در اکثر اوقات سفید بود وگاہے دستار سیاہ و احیانا سبز بود و دیگر سُنّت آنست کہ دراز باشد و عرض او نیم گز باشد یا قدرے کم یا زیادہ و اقل درازی او ہفت گز باشد بہ گز شرعی و سنت آنست کہ دستار بہ طہارت بندد و روئے بجانب قبلہ کُند و استادہ بندد و بعد بستن در آئینہ دیدہ راست کند و با شملہ بندد و در فتاویٰ حجت آوردہ کہ ترك الذنب ذنب والركعتان مع الذنب افضل من سبعين ركع بغير ذنب --- و طریق بستن عمامہ آنحضرت گرد بود گنبد نمائی چنانچہ علماء و شرفاء عرب آں دستور میں بندند و مثلہ فی تحفۃ الرسولیۃ (ھدایۃ الابرار ص ۳۶)

ترجمہ: عمامہ باندھنے میں سُنّت یہ ہے کہ سفید ہو اور دوسرے رنگ سے آمیزش نہ ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی مبارک اکثر اوقات میں سفید ہوتی تھی اور کبھی سیاہ ہوتی اور کبھی کبھار سبز ہوا کرتی اور یہ بھی سُنّت ہے کہ پگڑی لمبی ہو اور چوڑائی ایک بالشت سے کم نہ ہو اگر اس سے قدرے کم یا زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور پگڑی کی لمبائی کی مقدار شرعی سات گز ہے اور یہ بھی سُنّت ہے کہ پگڑی کو باطہارت باندھے قبلہ رو ہو کر اور کھڑے ہو کر باندھے اور پگڑی باندھنے کے بعد آئینہ میں دیکھ کر درست کرلے اور شملہ بھی چھوڑے۔

"فتاویٰ حجت" میں ہے کہ شملہ نہ چھوڑنا گُناہ ہے اور دو رکعت نماز باشملہ پگڑی کے ساتھ بہتر ہے ستر رکعت نماز بغیر شملہ والی پگڑی کے ساتھ اور حضور نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ

وفي تحفة الصلحاء في بحث اللباس --- و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر عمامہ بر طاقیہ بپیچیدے و گاہ بے طاقیہ بستے و گاہ بہ طاقیہ بے دستار اکتفا فرمودے (ھدایۃ الابرار ص ۳۵)

ترجمہ: "تحفۃ الصلحاء" بحث لباس میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات عمامہ مُبارک ٹوپی مُبارک پر باندھتے تھے اور کبھی پگڑی بغیر ٹوپی استعمال فرماتے اور کبھی صرف ٹوپی پر اکتفا فرماتے۔

وضاحت: مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر عمامہ شریف زیبِ سر فرمایا کرتے۔ بیانِ جواز کے لئے ٹوپی شریف گاہے گاہے استعمال فرماتے تاکہ اگر عمامہ کسی کو میسر نہ ہو تو وہ صرف ٹوپی پر نماز ادا کر سکتا ہے اور نماز تو ایسی عبادت ہے کہ اگر ٹوپی بھی دستیاب نہ ہو تو نماز کو ترک کرنا جائز نہیں بلکہ بحالتِ مجبوری برہنہ سر ہی پڑھ لے۔

وفي رسالة آداب سيد البشر: پس در بستن دستار سُنت آنست کہ سفید باشد بے آمیزش رنگ دیگر و دستار مبارک رسول علیہ السلام در اکثر اوقات سفید بود و گاہے دستار سیاہ و احیانا سبز بود و دیگر سُنت آنست کہ دراز باشد و عرض او نیم گز باشد یا قدرے کم یا زیادہ و اقل درازئ او ہفت گز باشد بہ گز شرعی و سنت آنست کہ دستار بہ طہارت بندد و روئے بجانب قبلہ کُند و استادہ بندد و بعد بستن در آئینہ دیدہ راست کند و با شملہ بندد و در فتاویٰ حجت آوردہ کہ ترك الذنب ذنب والركعتان مع الذنب افضل من سبعين ركع بغير ذنب --- و طریق بستن عمامہ آنحضرت گرد بود گنبد نمائی چنانچہ علماء و شرفاء عرب آں دستور میں بندند و مثلہ فی تحفۃ الرسولیۃ (ھدایۃ الابرار ص ۳۶)

ترجمہ: عمامہ باندھنے میں سُنت یہ ہے کہ سفید ہو اور دوسرے رنگ سے آمیزش نہ ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی مبارک اکثر اوقات میں سفید ہوتی تھی اور کبھی سیاہ ہوتی اور کبھی کبھار سبز ہوا کرتی اور یہ بھی سُنت ہے کہ پگڑی لمبی ہو اور چوڑائی ایک بالشت سے کم نہ ہو اگر اس سے قدرے کم یا زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور پگڑی کی لمبائی کی مقدار شرعی سات گز ہے اور یہ بھی سُنت ہے کہ پگڑی کو با طہارت باندھے قبلہ رو ہو کر اور کھڑے ہو کر باندھے اور پگڑی باندھنے کے بعد آئینہ میں دیکھ کر درست کر لے اور شملہ بھی چھوڑے۔

"فتاویٰ حجت" میں ہے کہ شملہ نہ چھوڑنا گُناہ ہے اور دو رکعت نماز با شملہ پگڑی کے ساتھ بہتر ہے ستر رکعت نماز بغیر شملہ والی پگڑی کے ساتھ اور حضور نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ

و تکره الصلٰوة حاسرا راسه اذا کان یجد العمامة و قد فعل ذالک تکاسلا او تهاونا با الصلٰوة (فتاوی عالمگیری جلد ۱ ص ۸۵)

ترجمہ: اور مکروہ ہے برہنہ سر نماز پڑھنا جبکہ پگڑی پر قدرت رکھتا ہو بوجہ لاپرواہی یا سُستی کے یعنی ٹوپی یا عمامہ کے ہوتے ہوئے یا اس پر قدرت حاصل ہونے کے باوجود اگر کوئی برہنہ سر نماز پڑھتا ہے تو اس کی یہ نماز مکروہ ہو گی۔

اب آپ خود انصاف فرمائیں کہ ایک طرف تو آپ تعمیلِ حکمِ خُداوندی کرتے ہوئے امیدوارِ ثواب ہیں اور نماز حصولِ رضائے الٰہی کے لئے پڑھتے ہیں اور دوسری طرف آدابِ نماز کو نظرانداز کر کے خو بخود قصداً عمداً اپنی نماز کو مکروہ کے درجے میں پڑھتے ہیں تو کیا اسے عقلمندی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ مسلمان بھائیو! رسالہ آداب سیّدالبشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی عبارت سے عمامہ کے متعلق بہت مسائل کی وضاحت ہو چکی ہے اور کوئی خفا باقی نہیں رہی۔ علاوہ ازیں "فتاویٰ عالمگیری" کی عبارت پر غور فرمائیں اور خُدارا مکروہ نمازیں پڑھنے سے اپنے آپ کو بچائیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی نصیحت فرمائیں کہ وہ شعائرِ اسلام اور سُننِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہوں (موٴلف عفی عنہٗ)

و فی خلاصة الفتاویٰ---والمحتسب ان یصلی فی ثلاثلة اثواب قمیض و ازار و عمامة (خلاصة الفتاویٰ، کتاب اللباس ص ۵۵۴)

ترجمہ: "خلاصۃ الفتاویٰ" میں ہے "اور مُستحب یہ ہے کہ تین کپڑوں میں نماز ادا کرے--- قمیض شلوار اور عمامہ کے ساتھ" ۔ عبارت میں لفظ مُستحب سے مُراد سُنّت ہے اس لئے کہ مُستحب کا اطلاق سُنّت پر عند الفقہاء جائز ہے۔

"مجموعۃ الفتاویٰ" میں بھی عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کو مُستحب لکھا ہے (جلد ۱ ص ۲۰۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد نمبر ۳ ص ۵۸۳ پر فرماتے ہیں

بدانکہ عمامہ پوشیدن سُنّت است و احادیث بسیار در افضل آں وارد شدہ و آمدہ است کہ دو رکعت باعمامہ بہتر است از ہفتاد رکعت بے عمامہ۔

ترجمہ: جان لو کہ عمامہ باندھنا سُنّت ہے اور عمامہ کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں اور دو رکعت عمامہ کے ساتھ ستّر رکعت بے عمامہ سے بہتر ہے۔

وفي شرح سفر السعادات ص ۴۳۰---- وفي عين العلم ويتعهم فالعمائم تيجان العرب وفيه وقار المسلم (تنوير الايمان ص ۶۹۰)

ترجمہ: "شرح سفر السعادت" میں ہے فرمایا --- "عین العلم" میں ہے کہ عمامہ باندھے اور عمامہ اہل عرب کا تاج ہے اور مسلمان کی عزت ہے۔

وفي جامع الرموز --- في الحديث الصلوٰة مع العمامة خير من سعين صلوٰة بغير عمامة --- ص ۸۶ ـ وايضاً في "مسلك المتقين" ص ۲۹۹ وحاشية "علم العلم" ص ۹۳، "تنوير الايمان" ص ۶۹۰۔

ترجمہ: "جامع الرموز" میں ہے حدیث شریف میں ہے کہ دو رکعت نماز عمامہ کے ساتھ بہتر ہے ستر نمازوں سے جو بے عمامہ کے ہوں اور اسی طرح "مسلک المتقین" اور حاشیہ "عین العلم" میں بھی ہے۔ اور "ارشاد الطالبین" ص ۳۲ پر ہے۔

در ترغیب الصلوٰۃ آوردہ کہ دستارِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در ہر روز کہ می بست ہفت گز بود و آنکہ در جمعہ و عیدین می بست دوازدہ گز بود پس دستار کہ کمتر از ہفت گز بود ادائے سنت نکند۔

ترجمہ: "ارشاد الطالبین" میں ہے کہ "ترغیب الصلوٰۃ" میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف جو روزانہ استعمال فرماتے سات گز تھا اور جو جمعہ و عیدین کے لئے تھا بارہ گز تھا۔ پس سات گز شرعی سے کم عمامہ سے ادائے سنت نہ ہو گی۔

"فتاویٰ صلوٰۃ مسعودی" میں ہے

دستار سپید باید داشتن و دراز از برائے اقامت سنت نہ از برائے تکبر و خواجگی و ہر چند کہ دستار دراز تر بود ثواب نماز بیشتر بود --- قال عليه الصلوٰة والسلام ركعتان بعمامة خير من سبعين ركعة بغير عمامة --- و در "مناقب العلوم" آوردہ است کہ دستار رسول علیہ السلام کہ ہمیشہ می بست ہفت گز بود و دستار کہ روز عید می بست دوازدہ گز بود و مستحب است دنبالہ دستار فرو گذاشتن میان دو شانہ مقدار یک بالشت (فتاویٰ صلوٰۃ مسعودی جلد ۱ ص ۶۳)

ترجمہ: عمامہ لمبا اور سفید ہونا چاہیے سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی نیت سے نہ کہ تکبر اور سرداری کی نیت سے۔ عمامہ جتنا لمبا ہو گا ثواب اتنا زیادہ ہو گا۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو رکعت نماز پگڑی کے ساتھ بغیر پگڑی والی ستر نمازوں سے بہتر ہے اور مناقب العلوم (تصنیف امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو دستار مبارک روزمرّہ استعمال فرمایا کرتے وہ ساتھ گز تھی اور عید میں جو استعمال فرماتے تھے وہ بارہ گز تھی اور مستحب ہے کہ دنبالہ (طرف پگڑی) ایک بالشت کے برابر پیٹھ کی طرف دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دے۔

چند احادیث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی "کتاب الحاوی" سے پیش خدمت ہیں۔

(۱) وقد ذكر البارزي ان النبي صلي الله عليه وآله وسلم كان يلبس القلانس تحت العمائم و يلبس القلانس بغير عمائم --- بطوله --- الحديث

(الحاوي جلد ۱ ص ۷۲)

ترجمہ: بارزی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہنتے ٹوپی عمامہ کے نیچے اور کبھی پہنتے ٹوپی بغیر عمامہ کے اور کبھی عمامہ بغیر ٹوپی کے پہنتے اور کبھی لمبے کانوں والی ٹوپی جنگوں میں زیبِ سر فرماتے اور زیادہ تر خرقانی عمامہ استعمال فرمایا کرتے۔

(۲) و روا البهيقي في شعب الايمان عن ركانة قال سمعت النبي صلي الله عليه وسلم يقول فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم علي القلانس

(الحاوي جلد ۱ ص ۷۴)

ترجمہ: بیہقی نے حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ کہا انہوں نے کہ سُنا میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ فرق ہمارے اور مُشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

(۳) و روي البيهقي عن ابن عمر رضي الله عنهٗ ان النبي صلي الله عليه وسلم كان يلبس قلنوة بيضاء --- دل مجموع ما ذكر علي ان الذي كان يلبس النبي صلي الله عليه وسلم و الصحابة رضي الله عنهٗ تحت العمائم هو القلنوة

(الحاوي جلد ۱ ص ۷۳)

ترجمہ : بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے ۔ یہ سب مذکورہ روایتیں دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ نبی رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام عماموں کے نیچے ٹوپیاں پہنا کرتے تھے ۔

(۴) عن جابر رضي الله عنهُ قال كان للنبي عليه السلام عمامة سوداء يلبسها في العيدين و يدخيها خلفه (الحاوي جلد ۱ ص ۷۷)

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیاہ پگڑی تھی جس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدین میں پہنتے اور شملہ پیٹھ مبارک پر لٹکاتے ۔

(۵) عن ابي موسىٰ رضي الله عنه ان جبرئيل عليه السلام نزل علي النبي عليه السلام و عليه عمامة سوداء قد ارخي ذوائبه من روائه (حاوي جلد ۱ ص ۷۷)

ترجمہ : ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور ان کے سر پر سیاہ پگڑی تھی جس کے اطراف کو پیچھے کی طرف لٹکائے تھے ۔

(۶) عن ابي جعفر الانصاري رضي الله عنهُ قال رائيت علي علي رضي الله عنهُ عمامة سوداء يوم قتل عثمان رضي الله عنهُ (الحاوي ص ۷۷)

ترجمہ : ابی جعفر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اقدس پر سیاہ پگڑی دیکھی تھی جس دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل ہوئے تھے ۔

(۷) عن عاصم بن ابي رزين قال خطبنا الحسن بن علي رضي الله عنهُ و عليه ثياب سوداء و عمامة سوداء (الحاوي ص ۷۸)

ترجمہ : عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا

انہوں نے کہ خطبہ پڑھا ہمارے سامنے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اور ان کے جسمِ مبارک پر سیاہ کپڑے تھے اور سر مُبارک پر سیاہ پگڑی تھی --- انتہیٰ۔

یہ چند روایتیں اور احادیث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف "الحاوی للفتاویٰ" جلد نمبر ۱ سے نقل کی گئی ہیں۔ مزید احادیث بخوفِ طوالت چھوڑ رہا ہوں

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ التحیۃ و التسلیم کی ایک پگڑی کا نام "سحاب" تھا جس کے نیچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک ٹوپی رکھتے تھے۔ ابن حِبان اور ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمامہ شریف باندھتے تو عمامہ کے پیچوں کو سر کے گرد گھماتے اور شملہ کو کندھوں کے درمیان چھوڑ دیتے تھے۔

اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم روای ہیں کہ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر اور حنین کے دن عمامہ پوش فرشتوں سے میری امداد فرمائی اور فرمایا کہ پگڑی مسلمانوں اور مشرکین میں مابہ الامتیاز ہے --- انتہیٰ --- (علامہ یوسف نبہانی، انوار محمدیہ ص ۲۴۲)

امام اہلسنت مُجدد دین حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "عمامہ سنت متواترہ ہے" (فتاویٰ رضویہ)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کے ستر نمازوں سے افضل ہیں۔ (مسند فردوس)

عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے (دیلمی)

عمامہ باندھو تمہارا حلم (بردباری) بڑھے گی (حاکم طبرانی)

عمامہ مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزت ہے تو جب عرب عمامہ اتار دیں گے تو اپنی عزت کو اتار دیں گے۔ (دیلمی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں (ابن شاذان)

عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہوتا ہے (دیلمی)

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حضور حاضر ہوا۔ وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب

باندھ چکے تو میری طرف التفات فرمایا کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو میں نے عرض کی، کیوں نہیں۔ فرمایا اے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تو پیٹھ پھیر لے گا۔ اے فرزند! عمامہ باندھو --- انتھی (فیضان سُنت ص ۷۰۹)

اہل دانش و انصاف حضرات غور فرمائیں کہ پگڑی جیسی اہم سُنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فی زمانہ کیسی کیسی توہین کی جاتی ہے اور اگر کسی کو بطورِ نصیحت پگڑی کے بارے میں کہا جائے تو بجائے اس کے کہ وہ نصیحت قبول کرے اُلٹا جنگ و جدال پر اتر آتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ ارے صاحب ٹوپی پر بھی نماز ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ارے صاحب اگر کل کپڑا نہ ہو اور بدن بالکل برہنہ ہو تب بھی نماز ہوتی ہے لیکن اس کا اپنا محل ہے۔ زیرِ بحث مضمون نماز ہونے نہ ہونے سے متعلق نہیں بلکہ سُنتِ نبی آخر الزمان جناب امام المتقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب حاصل کرنے سے متعلق ہے۔ وہ کون سا مسلمان ہے جو عبادت کرنے پر زیادہ ثواب حاصل ہونے کو پسند نہیں کرتا البتہ اگر ایسا کوئی شخص کہیں مل بھی جائے تو سمجھ لے کہ وہ مسلکِ نجدی کا پابند ہے اور یا پھر متاخرین علماءِ دیوبند کا پیروکار ہے کیونکہ یہ لوگ خود تو سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے نہیں اور اگر دُوسرا مسلمان سُنتِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتا ہے تو اس کو بدعتی وغیرہ کہتے ہیں یعنی ان کی نگاہِ کوتاہ بین میں سُنت پر عمل کرنا بدعت ہے --- العیاذ باللہ --- ربِّ کریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سُنتوں پر ہر مسلمان کو عمل کی توفیق عطا فرماوے۔

ایک وضاحت: بعض ائمۂ مساجد ٹوپی سر پر رکھ کر اذان دیتے ہیں اور پھر نفل سُنت بھی ٹوپی کے ساتھ ادا کر لیتے ہیں پھر جب اقامت شروع ہو جاتی ہے تو امام صاحب تو تین بالشت رومال سر سے لپیٹ لیتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں اپنی دانست میں گویا امام صاحب سمجھتے ہیں کہ میں نے پگڑی سر پر باندھ لی ہے حالانکہ یہ امام صاحب کی فاش غلطی ہے جس کا ازالہ امام صاحب کے لئے ازحد ضروری ہے کیونکہ علماءِ کرام نے پگڑی کی مقدار کی بھی مُستند کتابوں اور اقوال ائمۂ دین سے پوری وضاحت فرما دی ہے جیسے کہ سابقہ روایات سے ثابت ہوا۔ لہذا ثابت ہوا کہ اس دو تین بالشت رومال سے پگڑی کی افضلیت اور سنتیت کسی طرح سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی ہے --- فافھم --- (روضۃ الاحباب ص ۴۷۳، فضائل عمامہ ص ۲۱)

"فتاویٰ رشیدیہ" سے اب ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: امام کو باوجود قدرت ہونے عمامہ کے بغیر نماز پڑھانا کیسا ہے؟ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸۱)

جواب: بلا عمامہ امامت کرنا درست بلا کراہت کے ہے اگرچہ عمامہ پاس رکھا ہو البتہ عمامہ سے ثواب زیادہ ہوتا ہے واللہ اعلم۔ (رشید احمد گنگوہی)

کیا ہی اچھا ہوتا اگر مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کوئی روایت ایسی بھی ساتھ ہی تحریر فرما دیتے کہ فلاں وقت میں یا فلاں جگہ میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک پاس ہی رکھا ہوا تھا مگر باوجود اس کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ٹوپی پر نماز پڑھائی یا کم از کم کسی صحابی کے متعلق ایسی روایت بیان کرتے حاشا و کلا -- اصل بات یہ ہے کہ اول تو ایسی کوئی روایت ہے ہی نہیں اور جو بعض کتابوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صرف ٹوپی کا استعمال کرنا ثابت ہے تو وہ بیانِ جواز کے لئے ہے تاکہ اگر کسی کو عمامہ میسر نہ ہو تو وہ یہ سمجھ کر کہ عمامہ نہیں ہے نماز کیسے پڑھوں نماز ہی کو ترک نہ کردے اس مصلحت کے ماتحت پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گاہے گاہے ٹوپی کے ساتھ بھی نماز پڑھی اور چونکہ نماز دین اسلام میں ایک اہم فریضہ اور عبادت ہے لہٰذا عمامہ کے فقدان سے نماز کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ عمامہ ہو یا نہ ہو اور ٹوپی ہو یا نہ ہو لیکن بنیادی بات تو یہ ہے کہ جب فخرِ کونین تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ کو تیجان العرب اور وقار المسلم کے الفاظ سے نوازا ہے تو پھر یہ بہت ضروری ہے کہ ہر مسلمان کا سر عمامہ سے مزین ہو۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے علی الدوام عمامہ استعمال نہ کر سکے تو پھر کم از کم نماز کے وقت بہ نیت سنت عمامہ اور واسطے حصولِ زیادہ ثواب کے عمامہ سر پر باندھے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمامہ زیب سر کرنے کی توفیق عطا فرماوے ---- آمین۔

بہر حال یہ بھی کم از کم خوشی کی بات ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب زیادہ ثواب کے تو قائل ہیں جیسا کہ فرمایا انہوں نے "البتہ عمامہ سے ثواب زیادہ ہوتا ہے" للہ الحمد اور استعمال عمامہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو عمامہ ہی کے ساتھ پڑھے تاکہ اس کو ثواب زیادہ ملے ایسا نمازی غالباً آپ کی نظر سے بھی نہ گذرا ہوگا کہ وہ زیادہ ثواب سے روگردانی کر کے تھوڑا ثواب قبول کر لے اور اگر ایسا

نمازی کہیں مل جائے تو اس سے دریافت کریں کہ آخر زیادہ ثواب چھوڑ کر آپ نے تھوڑا ثواب کس وجہ سے قبول کیا۔ ایک حقیقی واقعہ جو عبرت انگیز ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کاتب الحروف کے جدِ امجد حضرت الحاج الحافظ پیرِ طریقت رہنمائے شریعت مولانا غلام محمد قادری نقشبندی نور اللہ مرقدہ المعروف بہ (حافظ صاحب بُدھائی) بحکم مرشدِ خود رہنمائے طریقت رہبرِ شریعت پیر کامل حضرت عبدالوہاب قادری قدس اللہ سرہ ماکی شریف جب ۱۹۹۰ء کے دوران برائے اشاعت اسلام و تبلیغ دینِ متین ہندوستان تشریف لے گئے تو یو پی کے ضلع بجنور سے ابتداء فرمائی اور اسی طرح ہر ایک ضلع میں حسبِ ضرورت قیام فرماتے اور بذریعۂ وعظ و نصیحت لوگوں کو راہ راست پر لاتے ان کا یہ سلسلہ برابر جاری تھا اور اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صوبہ بہار پہنچے۔ متعدد اضلاع مثلاً در بھنگہ، گیاہ، بھاگلپور، رنگپور، دیناج پور، پٹنہ، راجشاہی وغیرہ میں تبلیغِ دین کے لئے حسبِ ضرورت قیام اور پھر دوسری جگہ تشریف لے جاتے اسی سلسلہ میں آپ پٹنہ پہنچے جو بہار کا دارالخلافہ ہے وہاں پٹنہ کے قریب پھلواڑی شریف جو کہ مشہور و معروف آستانہ ہے اور اس زمانہ میں گدی نشین حضرت شاہ بدرالدین قدس سرہ تھے جو بہت کامل بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ بندہ کے دادا مرحوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب پھلواڑی شریف پہنچے تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنا تعارف کرانے کے بعد چند روز وہاں قیام پذیر رہے۔ چونکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اللہ والے بزرگ تھے اور انہوں نے بھی اپنی زندگی خدمتِ دین اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ انہوں نے بندہ کے جدِ بزرگوار کو مشورہ دیا کہ آپ ضلع پورنیہ تشریف لے جائیں وہاں آپ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بمطابق ارشاد حضرت شاہ بدرالدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بندہ کے دادا مرحوم ضلع پورنیہ تشریف لے گئے۔ ہر گاؤں میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو جمع فرما کر وعظ فرماتے اور حقیقت میں شاہ صاحب کا ارشاد بالکل حق اور صحیح تھا۔ اس لئے جدِ بزرگوار کا قول ہے کہ میں نے ضلع پورنیہ میں آٹھ سو ایسے اشخاص کو دیکھا جو سادہ لوح ان پڑھ اور بے علم لوگوں کو ورغلا کر مُرید بنا کر دونوں ہاتھوں سے لوٹتے۔ گویا ضلع پورنیہ پیروں کا گڑھ تھا اور ہر ایک گاؤں پر ایک پیر قابض تھا اور تعجب کی بات تو یہ تھی کہ یہ سب پیر جن کی تعداد آٹھ سو کے قریب تھی سب کے سب ضلع چھپرہ کے باشندے تھے اور ان میں اکثر نداف یعنی جولاہے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور نصرت کی وجہ سے بمصداق (جاء الحق و زھق الباطل)

تمام پیر کافور ہوئے کیونکہ حق کے آگے باطل کا ٹھہرنا محال ہے۔ اس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ضلع پورنیہ میں جہالت اور گمراہی کتنے عروج پر تھی۔ جدِ بزرگوارم نے صرف وعظ و نصیحت پر اکتفا نہ کی بلکہ پورنیہ شہر سے بیس میل دور ایک مسلمان نواب کی اسٹیٹ تھی جس کا نام محمدیہ اسٹیٹ تھا اور اب بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ محمدیہ اسٹیٹ میں جدِ بزرگوارم نے ایک دینی مدرسہ قائم فرمایا جس میں خود بھی درس دیتے اور دیگر علماء بھی تدریس فرماتے اور ساتھ ہی وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری تھا۔ اپنے اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے جد بزرگوارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پشاور میں اپنے غریب خانہ موضع بدھائی بھی بیچ بیچ میں چند ایام کے لئے تشریف آوری فرماتے اور چند یوم اپنے وطن مالوف میں اپنے احباب و متعلقین سے ملاقاتیں کر کے واپس چلے جایا کرتے۔

آمدم بر سرِ مطلب ایک دفعہ جب جدِ بزرگوار مرحوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پشاور آنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کا ایک مُرید جس کا نام صحبت علی موضع چونہ ماڑی ضلع پورنیہ کا باشندہ تھا نے آپ کے ساتھ پشاور آنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ دادا مرحوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو منع نہ فرمایا اور ان کو اپنے ساتھ پشاور لے آئے۔ چند روز آرام کرنے کے بعد صحبت علی صاحب کھیتوں کی طرف دور تک چہل قدمی کرنے چلے جایا کرتے کئی روز تک جب انہوں نے چاروں طرف خوب چکر لگائے تو آخر ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور ایک دن وہ بندہ کے دادا مرحوم سے کہنے لگے کہ حضور یہاں سب مولوی ہل چلاتے ہیں؟ دادا مرحوم نے ان سے فرمایا کہ نہیں ایسی بات تو نہیں یہاں سب مولوی ہل تو نہیں چلاتے ہیں۔ قارئین حضرات یہ بات سننے کے بعد صحبت علی صاحب ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگے کہ حضور یہ کیسے ہلوے (ہل چلانے والے) ہیں ان سب کے سروں پر تو پگڑیاں ہیں۔

حضرات اس واقعہ سے دو باتیں واضح ہو گئیں (۱) یہ کہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں بوجۂ جہالت و کم علمی اسلام اتنی غربت میں تھا کہ وہاں مولویوں کے علاوہ غالباً کوئی بھی پگڑی استعمال نہ کرتا تھا۔ اور (۲) یہ کہ ہمارے یہاں صوبہ سرحد بالخصوص مضافات پشاور میں پگڑی کو اتنی اہمیت حاصل تھی کہ کھیتوں میں زمیندار کام کرتے وقت بھی پگڑی سروں پر باندھتے تھے۔ دوستو! اب ہمارے ملک کی یہ حالت ہے کہ عوام نے تو پگڑیوں کو پکی رخصت دے کر ٹوپیوں کا انتخاب کر لیا ہے اور ہمارے مولوی صاحبان نے بھی استعمال پگڑی کے ساتھ بغاوت

اختیار کر رکھی ہے۔

قارئین کرام اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ایک طرف تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

اخرج الدیلمی مرفوعا انہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام العمائم تیجان العرب و وقار المسلم فاذا وضعوھا وضع اللہ عزھم---دیلمی (تنبیہ الرسول / ھدایۃ الابرار ص ۳۴)

ترجمہ: "تنبیہ الرسول" میں ہے کہ دیلمی نے اس حدیث شریف کو مرفوعاً نقل کیا ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے "عمامے عربوں کے تاج ہیں اور مسلمان کی عزت ہے جب عرب عمامے اتھا رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی عزت اٹھا لے گا" - ذرا سوچئے پگڑی استعمال نہ کرنے پر کتنا سخت عتابِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے (ھدایہ الابرار ص ۳۴)

دوسری طرف جناب رشید احمد صاحب کا فتویٰ ہے کہ اگر بلا عمامہ امامت کرے تو بلا کراہت درست ہے اگرچہ عمامہ پاس رکھا ہو اور اسی فتویٰ میں فرماتے ہیں البتہ عمامہ سے ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

حضرات قارئین ایسے فتویٰ کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے یہ وضاحت بھی نہ فرمائی کہ آخر عمامے کے ساتھ نماز کا ثواب کیوں زیادہ ہے؟ وجہ تو ضرور بتائی تھی۔ پیارے مسلمان بھائیو! حق چھپانے سے کبھی نہ چھپا ہے نہ چھپ سکتا ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب نے کافی زور لگانے کے باجود بھی عمامہ کے فضائل میں کم از کم ایک فضیلت کا اظہار کر ہی دیا۔ یعنی زیادہ ثواب کا بہرحال مولوی رشید احمد صاحب کا فتویٰ مبہم ہے جس کی وضاحت ضروری ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہندوستان میں علماءِ دیوبند حضرات عمامہ کو بالکل کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ دوسری بات یہ کہ علماءِ دیوبند عمامہ کو سُنّتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے کے قائل ہی نہیں الا ماشاء اللہ۔ تیسری بات یہ کہ علماءِ دیوبند تمام نمازیں ٹوپی اور صرف ٹوپی سے ادا کرتے ہیں۔ چوتھی بات یہ کہ دارالعلوم دیوبند کی تقریب دستار بندی کے وقت مولوی صاحب کے سر پر جو دستار باندھی جاتی ہے اسی دستار کو زیب سر کئے ہوئے مولوی صاحب اپنے دولت خانے چشمہ لگائے پہنچ جاتے ہیں اور روزے چند دستار

مذکورہ زیب سر فرما کر دعوتیں اڑاتے رہتے ہیں، قرب وجوار اور تمام خویش و اقارب کے یہاں سبز دستار کا نظارہ کرا کر دعوتوں سے فارغ ہونے کے بعد دستار کو محفوظ مقام پر محبوس کر دیتے ہیں اور پھر دستار کا خدا حافظ۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ اس کے بعد دائمی استعمال کے لئے مولوی صاحب اپنے لئے درزی سے ٹوپی سلواتے ہیں۔ کیسی ٹوپی؟ نہرو کیپ تاکہ ان کے اور عوام الناس کے درمیان یہ امتیازی نشان موجود ہو جس سے پتہ چلے کہ نہرو کیپ والے صاحب، مولوی ہیں۔ اب اس مولوی صاحب سے کون پوچھے کہ جناب آپ کی وہ سبز دستار جس کی بدولت آپ نے بے شمار دعوتیں اڑائیں اب وہ کہاں گئی اور صرف ٹوپی پر زندگی بھر کے لئے اکتفا کیوں فرما دیا اور پھر ٹوپی بھی وہ اختیار کی جو ہندوؤں کا مخصوص اور معزز لباس ہے۔ اب یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ یہ مولوی صاحب دیوبند سے کیا پڑھ کے آیا ہے جبکہ اس کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ کفار کا مخصوص لباس مسلمانوں کے لئے پہننا حرام ہے۔ اور پھر آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ من تشبہ بقوم فھو منھم اس سے بھی بے خبر ہے۔ مسلمان بھائیوں سے التماس ہے کہ انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ ایسے مولویوں سے کس قسم کے فتوے کی توقع کرنی چاہئے۔

پانچویں بات یہ کہ جب ہندوستان خصوصاً علماءِ دیوبند حضرات عمامہ کو نہ سُنت سمجھتے ہیں اور نہ خود استعمال کرتے ہیں تو ان کے پیروکاروں سے پھر کیا شکوہ۔ بندہ (مولف) نے ہندوستان کے مختلف شہروں مثلاً دہلی لکھنؤ، پٹنہ، کلکتہ، کانپور، کٹیہار، کشن گنج، سلی گوڑی، الہ آباد، پورنیہ، ڈھاکہ وغیرہ میں پندرہ بیس سال گذارے ہیں لیکن بہت کم مولوی صاحبان کو عمامہ استعمال کرتے دیکھا وہ بھی جلسہ وغیرہ میں دیکھا ہوگا۔ ہندوستان بھر میں بریلی سے تعلق رکھنے والے علماء حضرات یعنی جو دارالعلوم مظہر الاسلام اور منظرِ اسلام سے فارغ ہوئے ہوں ان کے سروں پر میں نے سیاہ عمامے اور سبز عمامے بھی دیکھے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان بھر میں سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وجود و احیاء ان ہی کے دم سے قائم ہے---وفقھم اللہ تعالیٰ۔

یہ مختصر سی وضاحت میں نے مولوی رشید احمد صاحب کے مبہم فتوے کی اس لئے کی کہ مسلمان بھائیوں کو معلوم ہو جائے کہ مولوی رشید احمد صاحب نے جراتمندانہ طور پر عمامہ کے سُنت ہونے یا اس کے دیگر بہت سے فضائل بیان کرنے سے جو انحراف کیا ہے تو وہ اس

کے لئے مجبور تھے اور ویسے بھی "فتاویٰ رشیدیہ" کے دیکھنے والوں سے مخفی نہیں کہ اہلِ سنت والجماعت کے اکثر معمولات مثلاً گیارہویں شریف، اعراسِ اولیاء کرام اسی قسم کے دوسرے اُمور خصوصاً میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس کا انعقاد ان کے نزدیک بدعت، شرک یا حرام ہے۔ فیاعجبا۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم (آل عمران)

ترجمہ: اے محبوب آپ فرما دیجئے، لوگو! اگر تو اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضامندی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں منحصر ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اشد ضروری ہے کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ناممکن اور محال ہے اور یہ اس لئے کہ حضور کی فرمانبرداری و اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری و اطاعت ہے جس پر قرآن کریم کی آیت شریف (من یطع الرسول فقد اطاع اللہ) شاہد ہے۔

لازم ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جو احکام شریعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں ہمیں ان پر من کل الوجوہ عمل کرنا چاہئیے یہ نہیں کہ من پسند احکام پر عمل کریں اور باقی کو نظر انداز کر دیں۔ خداوند کریم کا ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ (القرآن)

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے مکمل طور پر داخل ہو جاؤ یہ نہیں کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بعض احکام پر تو عمل رکو اور بعض سے انکار۔

اسی لئے تو رب تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا

افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض (سورہ بقرہ)

ترجمہ: کیا ایمان لاتے ہو تم کتاب اللہ کے بعض احکام پر اور کفر کرتے ہو بعض پر۔

اسی وجہ سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ مذاہبِ حقہ اربعہ میں سے کسی ایک مذہب پر عمل کرے۔ اس لئے کہ احادیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم کی تفسیر اور فقہ قرآنِ کریم و حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر و تشریح ہے کیونکہ مسائل فقہی کا استنباط قرآن و حدیث ہی سے کیا گیا ہے جس کی استعداد اللہ تعالیٰ نے ائمۂ مجتہدین حضرات ہی کو ودیعت فرمائی تھی اور پھر تمام جمہور علماءِ اُمت حضرات نے تمام مذاہب کی چھان بین کرنے کے بعد صرف ان چار مذاہب یعنی مذہبِ حنفی، مذہبِ مالکی، مذہبِ حنبلی، مذہبِ امام شافعی کو مذاہبِ حقہ قرار دیا اور اسی پر اجماع ائمہ مجتہدین و جمہور علماءِ اُمت منعقد ہوا۔ مقصد یہ کہ ان چار مذاہب کے پیروکار ہی اہل سنت والجماعت ہیں۔ حضرت اخون درویزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ہر کہ ازیں چہار مذاہب خارج است از خوارج است" (ارشاد الطالبین ص ۲۷)

اسی طرح تفسیر "روح البیان" میں ایک شعر درج ہے۔

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

انتباہ: مخفی نہ رہے کہ جو اُمور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص تھے ان اُمور کی اتباعِ اُمت پر لازم نہیں جیسے کہ اہلِ علم حضرات سے مخفی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں تمام اقوال، افعال اور احوال میں حضور سیّدالانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور اتباعِ اُمت پر لازم ہے۔ بعض اُمور میں اتباعِ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرض ہے بعض میں واجب ہے اور بعض میں سُنت۔ منجملہ ازاں استعمال عمامہ سُنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کیونکہ عمامہ کے بارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احادیث قولی بھی وارد ہیں اور حدیث حضرت رکانۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اور حدیث حضرت عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ وغیرہ اور احادیثِ فعلی بھی وارد ہیں۔ جیسے حدیث حضرت حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ۔ ان احادیث اور ایسی ہی دیگر احادیث سے صاف ظاہر ہوا کہ استعمال عمامہ سُنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے جس پر عمل کرنا ہر اُمتی کے لئے باعث خوشنودیٔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و باعث خوشنودیٔ ربِ لایزال ہے جل جلالہ۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا آپ کی سُنتوں پر

عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل ہونے ہی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

جو ہو محبوب اس در کا وہ محبوبِ الٰہی ہے
جو ہو مردود اس در کا وہ مردودِ خدا ٹھہرے

حدیقۃ الندیہ میں ہے

وکانت الصحابۃ یقتدونا بالنبی فی افعال و اقوالہ و احوالہ علی کل حال الا فیما اختص بہ صلی اللہ علیہ وسلم (الحدیقۃ الندیہ جلد ۱ ص ۱۴ للعلامہ عبدالغنی النابلسی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ترجمہ: اور تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ اقتداء فرماتے اور پیروی کرتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے افعال کی اور ان کے اقوال کی اور احوال کی ہر حال میں۔ مگر وہ جو ان کے لئے خاص تھے یعنی جو اُمور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ عالی کے ساتھ خاص تھے ان کی پیروی نہ کرتے ان کے علاوہ دیگر تمام اُمور میں اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے لئے ذریعۂ نجات سمجھتے اور ادائیگی سُنن میں کسی قسم کی سُستی نہ کرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (القرآن)

ترجمہ: ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پیروی اچھی۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے

فمن رغب عن سنتی فلیس منی (مشکوۃ شریف)

ترجمہ: جس نے میری سُنت سے مُنہ موڑا وہ ہم سے نہیں۔

غور فرمائیں اس حدیث شریف میں کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس نے میری سُنت سے اعراض کیا وہ ہم سے نہیں تو پھر وہ کس سے ہوا۔ العیاذباللہ۔ اس قسم کے ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی مُدعیٔ اسلام سُنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ادائیگی میں لیت ولعل سے کام لے اور حیلے بہانے تراشے تو یہ اس کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین اور تابعین و تبع تابعین حضرات و من بعد ھم ائمہ مجتہدین و جملہ سلفِ صالحین رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت پر عمل کرنے کو ہر چیز پر مقدم رکھتے۔ ایک واقعہ نقل کرتا ہوں اس میں اچھی طرح غور فرمائیں۔ "حدیقۃ الندیہ" میں ہے

وقد ثبت عن بعض السلف ان احمد بن حنبل کان لا یاکل البطیخ فقیل لہ فی ذلک فقال یمنعنی من اکلہ انہ لم یثبت عندی کیف اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی آخرہ (جلد ۱ ص ۱۴)

ترجمہ: اور بعض اسلاف سے یہ بات ثبوت کو پہنچتی ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تربوز نہ کھاتے تھے۔ کسی نے اس بارے میں ان سے کہا کہ آپ تربوز کیوں نہیں کھاتے؟ جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تناول فرمایا ہے تو حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا کہ تربوز میں کھانے میں میرے لئے کوئی مناعی نہیں ہے سوائے اس کے مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تربوز کس طریقے سے کھایا ہے۔ چونکہ ان کے کھانے کا وہ طریقہ مجھے معلوم نہیں اس لئے میں نے نہیں کھاتا تاکہ کہیں خلاف سُنت فعل کا مُرتکب نہ ہو جاؤں۔ سُبحان اللہ۔ کیا رعایت و اتباع سُنن کے جذبات تھے۔

قارئین حضرات ملاحظہ فرمایا آپ نے کھانے پینے کا معاملہ کسی حد تک وسیع بھی ہے اور پھر یہ کہ یہ سب اُمورِ مباحہ ہیں۔ کوئی بھی مسلمان حلال چیز اور پاک چیز کو جس طرح چاہے کھا سکتا ہے لیکن ان حضرات کا تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کا یہ عالم تھا کہ اُمورِ مُباحہ میں بھی اکابرین حضرات اِتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہر چیز میں خیال رکھتے اور سر مو تجاوز نہ فرماتے --- رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

مُحمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اور اسی کتاب "حدیقۃ الندیہ" میں ایک اور واقع ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں

وقال ابو نصر بشر بن الحارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ رایت النبی صلی اللہ

عليه وسلم في المنام فقال لي يابشر هل تدري بم رفعك الله تعالىٰ قلت لا يا رسول الله قال باتباعك لسنتي و خدمتك للصالحين و نصيحتك لاخوانك و محبتك لاصحابي ولا سهل بيبتي هو الذي بلغك منزال الابرار --- انتهيٰ

(حديقة النديه جلد ۱ ص ۱۸۶)

ترجمہ: حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بشر! جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا مقام دُنیا و آخرت میں کیوں بلند فرمایا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں نہیں جانتا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری سُنتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے اور صالحین کی خدمت کرنے کی وجہ سے اور اپنے ہمعصر مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرنے کی وجہ سے اور میرے صحابہ اور اہلبیت سے محبت کرنے کی وجہ سے یہی وہ اُمور ہیں جن کی وجہ سے تم کو اللہ تعالیٰ نے تمام ابرار عطا فرمایا۔

مقامِ غور ہے مسلمان بھائیوں کہ سُنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی کتنی اشد ضرورت ہے بالخصوص اس زمانے میں جبکہ ننانوے فیصد مسلمان غیر مسنون طریقوں پر اپنی زندگیاں گذار رہے ہیں اور اتباعِ سُنت کی اہمیت کسی کی نظر میں ہی نہیں۔ ہمارے روزمرّہ کے معمولات افعال، اقوال اور جملہ اُمورِ شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سُنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یکسر خلاف ہیں اور پھر دعویٰ کرتے ہیں مسلمانی کا فیاعجبا۔ عزیز دوستو! یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق سرورِ کائنات نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میری ایک سُنت کو زندہ کیا جبکہ لوگ میری سُنتوں کو ترک کر دیں گے تو اس کے لئے ایک سو شہیدوں کا اجر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)۔ اچھی طرح غور فرمائیں کہ ایک سُنت کے احیاء پر سو شہیدوں کا اجر کیوں ملتا ہے؟ اور پھر اس سے سُنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یاد رکھیئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی اور رضائے الٰہی کا حصول اتباع سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مضمر ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ربّ العزت ہمارے دلوں کو اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے مُنور فرماوے اور ہمیں انہی کی حُرمت سے ان کی سُنتوں پر عمل کرنے کا جذبہ اور توفیق عطا فرمائے --- آمین یا رب العالمین ۔ آخر میں ایک چشم دید واقعہ پیش خدمت ہے جو عبرت انگیز ہے ۔ دنیا میں آج بھی ایسے عُشاق اور فدایانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں جو خود بھی سُننِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی کراتے ہیں ۔ ایسا ہی ایک واقعہ میری نظروں نے دیکھا ۔

مورخہ ۱۷ - ۱۸ اکتوبر کو بسلسلۂ عُرس شریف پیر طریقت رہبر شریعت حضرت غلام اللہ ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بمعۂ چند احباب حاضر ہوا تھا ۔ اتنا عظیم روح پرور اجتماع میری آنکھوں نے شاید اس سے قبل بہت کم دیکھا ہو گا ۔ بیس پچیس ہزار انسانوں سے لبریز ایک عظیم اجتماع بہت بڑے سجائے ہوئے پنڈال میں جمع تھا اور اس میں تلاوتِ قرآن کریم ، نعتِ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مواعظِ حسنہ کے علاوہ اور کچھ دیکھنے میں نہ آیا ۔ ۱۸ اکتوبر کو ایک عالم صاحب بلقبِ خطیبِ پاکستان ، وعظ کے لئے مدعو کئے گئے جو لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا تو وہ عالم صاحب سٹیج ہی پر تشریف فرما تھے ، معاً اٹھے اور لاؤڈ سپیکر کے پاس پہنچے اور خطبۂ وعظ شروع کر دیا ۔ واعظ صاحب کے سر پر جناح کیپ سجا ہوا تھا اور نفیس لباس زیب تن کئے ہوئے تھے ۔ اس وقت رہبر شریعت پیر طریقت صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی شرقپور شریف اسٹیج پر تشریف فرما تھے ۔ چند لمحوں بعد آپ کی نگاہ واعظ صاحب پر پڑی تو آپ نے مُعلن صاحب کو اشارہ فرمایا ۔ ان کے آنے پر موصوف نے ان کے کان میں کچھ کہا ۔ مُعلن صاحب تیزی سے ایک دستار لے کر واعظ صاحب کے پاس پہنچے اور دستار انہیں تھما دی ، واعظ صاحب وعظ کہتے رہے اور دستار سر سے لپیٹتے رہے ۔ عجب منظر تھا سوچنے والے سوچتے ہی رہے بہر کیف عالم صاحب کا وقت ختم ہوا اور ان کے بعد دوسرا اعلان ہوا ۔ اب آپ حضرات کے سامنے عالمِ اجل واعظ بے بدل خطیب انگلینڈ مولانا محمد شعیب صاحب تشریف لا کر اپنے مواعظِ حسنہ سے آپ کو مستفیض فرمائیں گے ۔ عجب اتفاق کی بات تھی کہ اس مولانا صاحب کا سر بھی عمامہ سے عاری تھا اور جناح کیپ زیب سر کئے ہوئے تھے ۔ مولانا صاحب نے وعظ شروع کیا اور پھر چند لمحوں کے بعد حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مدظلہ نے ان کی طرف دیکھا اور پھر فوراً معلن

کو اشارہ فرمایا وہ فوراً آئے تو ان کے کان میں کچھ کہا مُعلن صاحب فوراً اُٹھے اور ایک دستار لے کر واعظ صاحب کی طرف لپکے اور دستار ان کے ہاتھ میں تھما دی اور ان سے کچھ کہا بھی۔ واعظ صاحب نے کھڑے کھڑے دستار قراقلی پر ہی لپیٹ لی اور بیان جاری رکھا۔ کاتب الحروف سٹیج پر ہی صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مدظلہٗ کے قریب ہی تھا۔ یہ واقعات میری نظر کے سامنے رونما ہوئے۔ قارئین کرام! حضرت پیر طریقت صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی مدظلہٗ کے ان دونوں عالموں کے ساتھ اس سلوک سے مجمع پر کتنا اور کیسا اثر پڑا اس کے بارے میں کیا تحریر کروں لیکن میں نے بخوبی یہ محسوس کیا کہ اب یہ لوگ یہی سوچ رہے ہوں گے کہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مدظلہٗ نے ان دونوں عالموں کے ساتھ بھرے مجمع میں جو سلوک فرمایا ہمارے لئے تو یہی وعظ کافی ہے۔ دوستو! دیکھا آپ نے جب حضرت صاحب نے دیکھا کہ یہ عالم صاحب سُنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ترک کئے ہوئے ہیں تو نہ ان کے مراتب اور نہ ان کے خطیبِ پاکستان و انگلینڈ ہونے کا کوئی لحاظ فرمایا بلکہ طوعاً و کرھاً ان سے سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کروایا اور اس بارے میں کسی قسم کی رو رعایت کو ملحوظ نہ فرمایا۔ سُبحان اللہ کیا عشق و محبت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

خُدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اسی دوران محترم جناب مولانا عبدالستار خان نیازی تشریف لائے جبکہ ان کا سر دستار سے مُزین تھا اور اس سے آپ کی عزت و وقار کو چار چاند لگ رہے تھے۔ ان کا عامل بالسنۃ ہونے کی تاثیر میں نے دیکھی وہ یوں کہ حضرت پیر صاحب صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مدظلہٗ اٹھے اور بہت پر تپاک طریقے سے مولانا عبدالستار خان نیازی کے ساتھ معانقہ فرمایا۔ مجھے معاً اس وقت حضور سیّدالانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث شریف یاد آئی کہ "عمامہ مسلمان کی عزت و وقار ہے" مگر افسوس کہ اس زمانہ میں بہت مسلمان استعمالِ عمامہ کو وقار نہیں بلکہ عار سمجھتے ہیں اور بہت سے بوجہ لاپرواہی و سستی ترک کر دیتے ہیں اور بہت سے لوگ مسلمان ہونے کے باوجود کفار کے طور طریقوں اور لباس کو محبوب سمجھتے ہیں اور اسلامی لباس کو ناپسند کرتے ہیں جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اس بارے میں (من تشبہ بقوم فھو منھم) وارد ہے۔ یہ نہایت بدقسمتی کی بات ہے

ہمارے اسلامی معاشرے میں ان لوگوں کے لئے جو ربِّ لایزال کے فرامین کا لحاظ نہیں کرتے اور حضور محبوبِ ربّ العالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت سے ان کے دل خالی ہیں۔ اتباعِ سُنّت پر انہیں شرم آتی ہے اور پھر دعویٰ اسلام کا بھی ہے فیا حسرتا۔ ربِّ ذوالجلال ہم سب کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام سُنّتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حرفِ آخر:

پیارے مُسلمان بھائیو! خرابیٔ صحت اور گونا گوں پریشانیوں کے باوجود میں نے عمامہ کے بارے میں قرآن کریم کی آیات اور تفاسیر شریف کی عبارات کو نقل کر کے عمامہ کی حقیقت کو کسی حد تک واضح کر دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قولی اور فعلی احادیث کی روشنی میں عمامہ کی حیثیت اور اہمیت کو اُجاگر کر دیا ہے۔ نیز متعدد فتاویٰ اور مذہب کی معتبر کتابوں سے بھی عمامہ کی شرعی حیثیت کی توضیح کر دی گئی۔ علاوہ ازیں مستند و جیّد فقہائے کرام و ائمہ دین کے اقوال بھی پیش کر دیئے گئے جنہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ برائے عمل مسلمان کے واسطے تو شریعت غراء کی ایک دلیل بھی کافی ہے لیکن بعض لوگ ایسی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں جن کی تسلّی ایک روایت یا ایک کتاب سے نہیں ہوتی۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی محسوس ہوئی کہ متعدد دلائل قرآن کریم سے احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے، فتاویٰ اور کتبِ مذہب سے مجموعی طور پر تحریر کئے جائیں تاکہ کسی بھی مسلمان کے لئے سُنّیت عمامہ سے اعراض کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ ربِّ کریم ہمارے دلوں کو عشق و محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مالا مال فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں قرآن کریم و سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے --- اللہ تعالیٰ ہمارے اس قلیل سعیٔ و محنت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے اور ربِّ غفور رحیم اس کو آخرت میں میرے لئے اور ان سب مسلمانوں کے لئے جو اس پر عمل کریں گے، ذریعۂ نجات بنائے --- آمین --

یا رب العلمین بحرمة نبي الامين ----- صلي الله عليه و علىٰ اٰلهٖ و اصحابهٖ اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين

تبصرہ

پروفیسر صاحبزادہ لطیف الرحمان قادری

دورِ حاضر کے اسلامی معاشرے میں اقدارِ حیات جس انداز سے پامال ہوتی نظر آ رہی ہیں وہ اس قدر نمایاں ہیں کہ کسی کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ ایسی صورتحال میں حساس قلوب اذیت میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اور چاہتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان اپنی زندگی اسلامی نظریۂ حیات کے مطابق گذاریں۔ اگرچہ دنیا میں اسلام کے مخالفین اور ان کے ایجنٹ کوئی بھی لمحہ ضائع کئے بغیر تمام اسلامی ممالک میں گاؤں گاؤں قریہ قریہ بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں اور وہ اپنے مشن میں صحیح العقیدہ مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اسلامی معاشرے کو برباد کرنے والوں میں اکثریت اُن علماءِ سوء کی ہے جن کی پہچان عوام النّاس کے لئے مشکل کام ہے اور وہ ان سے کسی بھی شرعی مسئلے کا سوال پوچھ کر غلط جواب حاصل کر کے گُمراہ ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں اسلامی شعائر میں ایک عمامہ بھی شامل ہے جو سُنّتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے لیکن اس کی اہمیت کے بارے میں کسی نے بھی سنجیدگی سے کبھی بات نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پچاس فیصد مسلمان عمامے کے خلاف ہیں، چالیس فیصد اس کی اہمیت تسلیم نہیں کرتے، نو فیصد اہمیت تسلیم کرتے ہیں لیکن استعمال سے عاری ہیں، صرف ایک فیصد امکانی پلیٹ فارم پر نظر آتے ہیں۔ اسلامی شریعت کے اُفق پر جو اس دور میں سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں اور مخالفین نے شبِ دیجور جیسا ماحول پیدا کیا ہے تو ایسے میں ایک حقیقت شناس جگنو نظر آنے لگا ہے جس کی مدہم روشنی آفتاب کائنات ثابت ہوگی -- انشاء اللہ۔

عمامہ جو نہ صرف سُنّتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے بلکہ تمام صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین اس کے استعمال کے سختی سے پابند تھے اور اس کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کو تائیدِ ایزدی بھی حاصل ہے ورنہ جنگِ بدر کے موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں کو لباس میں عمامہ کی جگہ کوئی اور چیز پہنا دیتے۔

اس اہم ترین سُنّت (عمامہ) پر فاضل مولف حضرت پیرزادہ علامہ مُفتی خلیل الرحمان صاحب قادری جو ملک کے دینی، علمی اور ادبی حلقوں کی معروف و ممتاز شخصیت ہیں،

باقی صفحہ آخر پر

تبصرہ

میاں طاہر شاہ قادری مدین سوات

ہر انسان کی عزت و شرافت اس کے چہرہ اور عمامہ سے پہچانی جاتی ہے۔ مسلمانان عالم تو انسانوں کے اشرف گروہ میں داخل ہیں اور ان کی پہچان بھی چہرہ یعنی داڑھی اور عمامہ سے ہوتی ہے۔ چونکہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کی ہدایت کے لئے دُنیا میں تشریف لائے تھے اور ان کی زندگی یعنی رہن سہن عین قرآن تھا تو آپ کے لباس مبارک میں عمامہ مبارک بھی شامل تھا۔ عمامہ شریف مسلمان اور مشرکین کے درمیان فرق کی علامت ہے۔ کیونکہ وہ عمامہ بغیر ٹوپی کے پہنتے تھے اور ٹوپی کے ساتھ عمامہ مسلمانوں کا شعار ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمامہ عربوں کا تاج ہے۔ حدیث شریف ہے العمائم تیجان العرب۔ عمامہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت ہے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سُنت اور ملائکہ کرام کی نشانی ہے اور عمامہ بزبانِ دین جمیع الاولیاء کرام کی سُنت ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث شریف ہے علیکم بالعمائم یعنی عماموں کو لازم جانو اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ بغیر عمامہ کے ستر نمازیں اور عمامہ کے ساتھ ایک نماز دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ اس عظیم ثواب سے عوام بلکہ خواص بھی ناآشنا ہیں۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ اس اہم موضوع پر کوئی اہلِ علم قلم اُٹھا کر عوام و خواص کو اس سے روشناس کراتا۔ اس کمی کو ایک مردِ درویش صفت جگر سوز اہلسنت حضرت العلامہ مولانا مُفتی خلیل الرحمان قادری نقشبندی گلوزوی مدظلہ العالی نے پورا کیا۔ عمامہ کی فضیلت پر کتاب و سُنت سے دلائل اکٹھے کر کے موتیوں کا ہار مسلمانوں کے گلے میں ڈال دیا اور اس مسئلہ کی تحقیق کا جو حق تھا وہ علامہ صاحب نے پورا کیا۔ زبانِ شائستہ اور دلآویز تحریر سے قارئینِ کرام کو مسحور کیا۔ اُمید واثق ہے کہ قارئین اس رسالہ کا مطالعہ سے ضرور مستفید ہوں گے اور یہی مؤلف کا مقصد ہے۔ عمامہ مسلمانوں کی نشانی اور بزرگوں کی بھی نشانی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور جمیع انبیاء و اولیاء کی تابعداری کی نشانی ہے۔ آخر میں فقیر عوام و خواص سے ملتمس ہے کہ وہ اس رسالہ کو مُطالعہ میں لائیں اور خود بھی مستفید ہوں

اور دوستوں کو بھی مستفید کرائیں ۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور عوام و خواص کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔

آمین --- وَصلی اللّٰہُ علیٰ خیرِ خلقِہٖ مُحمّدٍ وَ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بقیہ : تبصرہ

نے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے ۔ یہ رسالہ "فضیلۃ العمامہ" کے عُنوان سے موسوم ہے اور جامعیت کے لحاظ سے یکتائے روزگار ہے ۔ راقم الحروف نے اس کو حرفاً حرفاً لفظاً لفظاً پڑھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کتاب میں وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جو عمامہ سے متعلق کسی بھی سوال کے جواب میں ہونی چاہئیں اور رہروانِ شریعت اسلامی کے لے کسی بھی اہم موڑ پر صحیح سمت دکھانے کے قابل ہے دُعا ہے کہ فاضل مؤلف کو دین کی خدمت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ زندگی دراز عطا فرماوے --- آمین ثم آمین ۔

وَصلی اللّٰہُ علیٰ حبیبہٖ سیّدِ الانبیاءِ وَالمُرسلِیْنَ

خلاصۂ تعلیمات

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

بُھول جا اے دوست فوراً بُھول جا
اپنی ہر نیکی ، کسی کی ہر بدی
یاد رکھ اے دوست ہر دم یاد رکھ
موت کی آمد ، خُدا کی برتری